دِل کی بات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خلیج کا خُونی ڈرامہ

جارج بش :- لعنۃ اللہ علی الیھود والنصاریٰ والمجوس -
صدام حسین :- إنا لِلّٰہ وإنا إلیہ راجعون -

۱۶ ؍ جنوری کو شروع ہونے والا خلیج کا خونی ڈرامہ تقریباً بیالیس روز جاری رہنے کے بعد بالآخر ۲۸ فروری ۹۱ء کو اپنے منطقی انجام کو پہنچا۔ ۲ ؍ اگست ۹۰ء کو چند گھنٹوں کے مختصر کھیل میں عراق نے اپنے پڑوسی مسلمان ملک کویت پر قبضہ کیا تو جنگ کے خوفناک بادل اُسی روز بڑھنے شروع ہو گئے تھے۔ یہ جنگ قطعاً کفر و اسلام کی جنگ نہ تھی بلکہ بڑی طاقتوں کے باہمی سیاسی و اقتصادی مفادات کی بقاء و تحفظ کی تھی۔ امریکہ نے تو جنگ سے پہلے ہی اپنے مقاصد و عزائم کا برملا اظہار کر دیا تھا ——

(۱) "دنیا کے بیالیس فیصد تیل پر صدام حسین کی اجارہ داری تسلیم نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی خلیج میں عراق کو سپر پاور مانا جا سکتا ہے۔" (سابق صدر نکسن)

(۲) "اچھا ہوا کہ سفارتی کوششیں کامیاب نہ ہوئیں۔ ہمیں صدام حسین پر کاری ضرب لگانے کا موقع مل گیا ہے۔" (ہنری کسنجر)

(۳) "عراق کی دفاعی صلاحیتوں کو ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دیا جائے گا۔" (بش)

یہ بات اب ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ امریکہ نے عراق کی دفاعی صلاحیتوں کے خاتمہ اور خلیج میں اپنی چودھراہٹ قائم کرنے کے لئے دونوں عرب فریقوں کو مختلف ذرائع سے ایک دوسرے کے خلاف اُکسایا۔ پھر اُنہیں اپنے غیر جانبدار رہنے کی یقین دہانی کرائی اور کویت پر عراقی تسلط کی اپنی کامیاب سازش کے بعد کویت کی آزادی کو ہی بہانہ بنایا۔ اپنی لاکھوں افواج خلیج میں اُتار دیں۔ جبکہ کشمیر اور فلسطین کے مجاہدین آزادی کو کچلنے کے لئے مسلسل مجرمانہ کردار ادا کر رہا ہے ——

صدام حسین امریکہ اور اُس کے بے شمار اتحادی ممالک کی مشترکہ قوت کو جانتے ہوئے بھی سلامتی کونسل کی قراردادوں کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ اُن کی لغت میں "جنگ" کے علاوہ دوسرا لفظ نہ تھا۔ اُنہوں نے کہا کہ اب "کویت" کو بھول جاؤ وہ عراق کا انیسواں صوبہ بن چکا ہے۔

اس طرح صدام حسین کو پوری استقامت کے ساتھ کھڑا کر کے اُس محاذ پر بھی امریکی سازشوں نے میدان مار لیا۔ اور پھر دنیا کی سب سے بڑی تباہ کن جنگ کا آغاز کر دیا۔

خلیج کی بیالیس روزہ جنگ میں انسانی حقوق کے نام نہاد محافظ امریکہ اور اُس کے اتحادیوں نے بے گناہ عراقی شہریوں پر جس سفاکی سے بارود اور آگ برسائی۔ تاریخ میں اِس بربریت کی مثال نہیں ملتی۔ روس جو عراق کا پرانا حلیف اور سرپرست ہے، نے اِس خونی کھیل میں انتہائی منافقانہ اور بھیانک کردار ادا کیا۔ جو تاریخ کا سیاہ ترین باب ہے۔ کہا جاتا ہے کہ روس بھی درونِ خانہ خلیج میں امریکی سازش میں شریک تھا۔ اس نے اپنا حصہ امریکہ سے پیشگی نقد وصول کیا ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام کی مخالفت کی وجہ سے اُس نے ہمیشہ نقد سودے کو ہی ترجیح دی ہے۔ جس کی لازوال دوستی پر عراق کو فخر و ناز تھا اُس نے عراق کو بیچ چوراہے میں پٹوا دیا۔ گورباچوف سرِ بازار چیختا رہا۔ ہا! عراق میرا دوست ہے کہ چلے

نہ مارو، یہ ظلم ہے، میں خاموش نہیں رہ سکتا۔ لیکن ...... ـ !

اب جنگ بند ہو چکی ہے، کویت آزاد ہے۔ تعمیر جدید کا تمام ٹھیکہ امریکہ کے پاس ہے۔ جنوبی عراق کے بعض حصے، تمام خلیجی ریاستیں بلکہ تیل کے ذخائر مکمل طور پر امریکہ کے قبضہ و تصرف میں ہیں۔ جہاں اب صرف امریکہ کی مرضی چلے گی۔ عراق تباہ ہو چکا ہے۔ اس کے ہزاروں فوجی جنگی قیدی ہیں۔ لاکھوں انسان جانیں ہار چکے ہیں۔ عراق کے کیمیائی ہتھیار بھی موجود ہیں، اور روس تاکہ فوجی بھی، مگر صدام حسین نے وہ سب کچھ غیر مشروط طور پر مان لیا، جنگ سے پہلے جس کا انکار کیا تھا

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

اس وقت خونی ڈرامے کے تین کردار اور بڑے کردار امریکہ، انگلستان اور عرب یہ اپنے اپنے حصے کی تقسیم میں مصروف ہیں۔ باقی نوکر اتحادی ممالک بھی "جھونگا" لینے کے لیے جوتے کی طرح منہ کھولے صحرا میں پریشان کھڑے ہیں۔ تقسیم تیل کی بھی ہوگی ـــــ اور خلیج کا جغرافیہ بھی ـــــ !

بے شک مسلمانوں کو صدام حسین اور اپنے عراقی مظلوم بھائیوں سے بڑی محبت اور ہمدردی ہے۔ مگر صدام کے غیر دانشمندانہ اقدامات پر بھی افسوس ہے جن کی سزا پورے عالم اسلام کو ملی ہے۔ کاش! وہ کویت کی آزادی تسلیم کر لیتے۔ اسلامی ممالک کے ڈکشن میں شریک ہوتے انہیں اپنا ہمنوا بناتے اور متحد ہو کر اسرائیل پر فیصلہ کن حملہ بول دیتے تو آج صورت حال یہ نہ ہوتی۔

اس جنگ میں کس نے کیا کھویا کیا پایا ...... ؟ امریکہ خلیج میں اب کیا کردار ادا کریگا ـــــ ؟ عربوں کا مستقبل کیا ہے ـــــ ؟ اسرائیل کیا منصوبے بنا رہا ہے ـــــ ؟ کیا عراق کی موجودہ جغرافیائی حیثیت برقرار رہے گی ـــــ ؟ اور کیا روس اپنا منافقانہ رویہ ترک کر کے عراق کا حق دوستی بھی ادا کریگا ـــــ ؟ کیا خلیج کے بعد امریکہ کا دوسرا ہدف پاکستان ہے ـــــ ؟

ان تمام سوالات کا ایک ہی جواب ہے کہ امریکہ، روس، اسرائیل، برطانیہ اور تمام یہود و نصاریٰ اور کفار و مشرکین، اسلام اور مسلمانوں کی بربادی کی قدر مشترک پر متفق و متحد ہیں۔ اسلام کی بقا تو اللہ کے اختیار میں ہے مگر مسلمانوں کی بقاء اسلام کے ساتھ کا رشتہ استوار کرنے میں مضمر ہے۔

یہودیوں، نصرانیوں اور دہریوں کے خلاف اسلامی ممالک کا اتحاد وقت کا سب سے اہم تقاضا ہے۔ اسلامی ممالک اپنے تنازعات خود مل بیٹھ کر حل کریں اور اپنے فیصلوں کا اختیار کفار و مشرکین کے ہاتھ میں نہ دیں۔

شہدائے ختم نبوت کی یاد میں

مارچ آتا ہے تو ہمارے دلوں پر قیامت بیت جاتی ہے۔ احرار، جو کہ وارثان خون شہدائے ختم نبوت ہیں۔ اسی جذبہ کو زندہ کرنے کے لیے اُن کی یاد میں ہر سال ربوہ میں جمع ہوتے ہیں۔ ۷، ۸ مارچ کو مسجد احرار ربوہ میں "شہدائے ختم نبوت کانفرنس" منعقد ہو رہی ہے جس میں ملک بھر سے احرار کارکن اور دیگر مسلمان شریک ہو رہے ہیں۔ ۱۹۵۳ء میں مسلم لیگی حکومت نے امریکہ اور پاکستان میں امریکہ کے ایجنٹ مرزائیوں کو خوش کرنے کے لیے مسلمانوں کی مقدس تحریک "تحفظ ختم نبوت" کو تشدد سے کچلا۔ مسلم لیگ کا دامن دس ہزار بیگناہ مسلمانوں کے خون سے داغدار ہے۔ مسلم لیگ جو کہ ہمیشہ نفاذِ اسلام کی دعویدار رہی ہے۔ پاکستان میں اسلام کا مقدمہ خراب کرنے، دینی اقدار کو پامال کرنے اور نفاذِ اسلام کی تحریک کو سبوتاژ کرنے کی سب سے بڑی مجرم جماعت ہے۔ موجودہ لیگی حکومت بھی نفاذِ اسلام کے نعرہ کی بدولت قائم ہوئی ہے مگر اس کی سرپرستی میں اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے جو کچھ پیش کیا جا رہا ہے وہ نہ صرف اسلام کی توہین ہے بلکہ قیام پاکستان کے وقت اور بعد میں اسلام کے لیے شہید ہونے والے مسلمانوں کے خون سے بھی غداری ہے۔ اور ارباب حکومت کے لیے نہایت شرم کی بات ہے ـــــ موجودہ حکومت کو اپنے وعدہ کے مطابق ملک میں نفاذ شریعت کا عمل مکمل کرنا چاہیے۔ یہی عمل ان کے سابقہ گناہوں کا کفارہ ثابت ہو سکتا ہے۔

مَنْ سَبَّ الْأَنْبِيَاءَ قُتِلَ وَمَنْ سَبَّ أَصْحَابِي جُلِدَ

جو انبیاءؑ کو گالی بکے اُسے قتل کر دیا جائے اور جو میرے صحابہؓ کو بُرا بھلا کہے اُس کی دُرّوں سے پٹائی کی جائے (الحدیث)